اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۶ نمبر ۵

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

یکم مارچ ۱۹۳۲ء چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ ۲۲ شوال ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

مسئلہ آبادی ...... ۳/۵ — عبد الرحیم شبلی ....

قرآن مجید کامل و مکتفی ہے ۵/۱۳ — محترمہ مریم صاحبہ اہلیہ علامہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم

رسول کریم صلعم کا عفو ...... ۱۳/۱۹ — محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ نواں شہر ......

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکی

نیکی کرنے کے طریقے مَیں بتادوں تم کو
بات سُن لو یہ مری کان لگا کر سن لو

اپنے ہمسایہ میں لوگوں کے گھروں میں جاؤ
کون کس چیز کا محتاج ہے سن کر آؤ

لنگڑے کو دیکھو تو تم ہاتھ میں لکڑا دیدو
اندھے کو دیکھو تو تم راہ اُسے بتلا دو

کوئی ہمسایہ میں بیمار جو ہو جائے ذرا
لے خبر اس کی کہ خوش تجھ سے ہو خالق تیرا

مُفلسی سے کوئی نادار جو ڈھونڈے روزی
کوششیں کر کے کسی طرح دلا دے روزی

مارے سردی کے اکڑتے ہوئے مُفلس جو ملیں
اوڑھنے کیلئے لا کر انہیں کمبل دے دیں

کوئی مہمان ترے گھر میں جو آجائے کبھی
جتنی ممکن ہے تو کر شوق سے خاطر اسکی

بلبلاتا ہوا گر بھوک سے آئے کُتّا
اس کے آگے بھی ذرا ڈال دو کوئی ٹکڑا

پیڑ جو تم کو ملیں دھوپ سے مرجھائے ہوئے
ان کو پانی دو تھکے ماندے مسافر کیلئے

معنی نیکی کے نہیں یہ کہ فقط پیسہ دو
بلکہ پہلو میں ذرا درد بھرا دل رکھو

صغرا ہمایوں مرزا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان - مورخہ یکم مارچ ۱۹۳۲ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ آبادی

آبادی کا مسئلہ بھی علم المعاشرت میں نہایت اہم ہے۔ قوموں کا یہ ہمیشہ سے ہی جاذب نظر رہا۔ اور ہر زمانہ میں ماہرین اقتصادیات نے اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ سب سے آخری رائے جو قابل تسلیم سمجھی جاتی ہے۔ مالتھس کی ہے۔ اس نے ایک تھیوری بنائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ "اگر آبادی کو روکا نہ جائے تو وہ اقلیدس کی نسبت میں بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں خوراک صرف ریاضی کی نسبت میں زیادہ ہوتی ہے۔" دوسرے الفاظ میں اگر آبادی ۲-۴-۸-۱۶-۳۲-۶۴... کی نسبت میں ترقی کرتی ہے۔ تو خوراک صرف ۱-۲-۳-۴...... کی نسبت میں فروغ پاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ آبادی کی رفتار بہت تیز ہے بہ نسبت خوراک کے اور مالتھس کا خیال ہے۔ کہ آخر ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ دنیا کی آبادی کا زندہ رہنا سخت دشوار ہو جائے گا۔

اس کے لیے اس نے دو علاج تجویز کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر ملک میں لڑائیاں ہوتی رہیں یا وباؤں کا زور رہے تو آبادی کا یہ میلان بہت حد تک رک جاتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ لوگ برتھ کنٹرول یا ضبط تولید پر عمل کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ یہ تھیوری سو فیصدی درست ثابت ہوگی۔ اور ایک دن واقعی ایسا آجائیگا کہ ابن آدم کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہ ہوگی۔ یہ صرف ایک احتمال ہے۔ کہ اگر دوسری چیزیں ویسی ہی رہیں۔ یعنی کوئی دماغی یا علمی ترقی نہ ہو۔ اور آبادی کی رفتار یہی رہے۔ تو پھر کوئی بعید نہیں۔ کہ ایک دن واقعی ایسا آجائے۔

لیکن ایک بات اور ہے۔ اور وہ یہ کہ آبادی کے بڑھانے میں قدرت کا بہت حد تک دخل ہے۔ ایک ماہر اقتصادیات لکھتا ہے۔ کہ اگر ایک سؤر کے جوڑے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ یعنی اس کو خوراک وغیرہ سے بے فکر کر دیا جائے۔ تو وہ ایک سال میں ایک ہزار بچے جنے گا۔ اسی طرح اگر ایک ہاتھی کے جوڑے کو بڑھنے دیا جائے تو وہ چند ہزار سال میں زمین کا چپہ چپہ اپنی اولاد بے ہنگام سے بھرپور کر دے گا۔ جہاں قدرت اولاد کے بڑھانے میں اس قدر فراخدل ہے۔ وہاں خوراک کے بہم پہنچنے میں بہت سی مشکلات اور رکاوٹیں ہیں۔ اگر اولاد پچیس فیصدی بڑھتی ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں خوراک صرف پانچ فیصدی زیادہ

ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے جنگیں اور وبائیں مفید ہو جاتی ہیں۔ جن سے آبادی کی یہ رو بند رہتی ہے۔

اب ہمیں دیکھنا ہے۔ کہ ہندوستان میں آبادی کی رفتار کیا ہے۔ اعداد شمار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کی رفتارِ پیدائش دنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ ہے۔ اور اس کی وجہ زیادہ تر جہالت اور غربت ہے۔ جہالت کا ثبوت یہ ہے کہ دیگر مہذب ممالک میں پیدائش کی یہ رفتار نہیں ہے اور غربت کا ثبوت یہ ہے۔ کہ امیر لوگوں کی اولاد اتنی زیادہ نہیں ہوتی جتنی کہ غریب لوگوں کی ہوتی ہے کیونکہ ہندوستان ایک غریب ملک ہے۔ اسلئے یہاں کی رفتار پیدائش بھی بہت زیادہ ہے۔

لیکن اس کے مقابلہ میں ہماری رفتارِ اموات بھی بہت زیادہ ہے۔ اور اس کی وجہ بھی کچھ تو غربت ہے۔ اور کچھ اجتماعی اور مذہبی رسومات مثلاً صغیر سنی کی شادی یا علم کا فقدان۔ اعداد شمار سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں بچے سب سے زیادہ مرتے ہیں۔ قریباً ½ بچے ایک سال کی عمر پانے سے قبل ہی نشانہ اجل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ ماؤں کی جہالت اور علم کے نہ ہونے کے سوائے۔ اور کیا ہو سکتی ہے؟

پھر ہمارے ملک کے لوگ زیادہ تر زراعت پیشہ ہیں۔ اور زراعت ایک ایسا پیشہ ہے۔ جو زیادہ نفع بخش نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر آپ اپنے سرمایہ اور محنت کو دوگنا کریں۔ تو آپکو دگنی ہی پیداوار ہرگز حاصل نہ ہو گی۔ اگر آپ اس سال ۱۰ روپے کی محنت اپنی زمین پر صرف کرتے ہیں۔ تو آپ کو بیس ۲۰ من گندم حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر اگلے سال آپ بیس ۲۰ روپے کی محنت صرف کریں۔ تو آپ ۴۰ من گندم ہرگز پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ صرف ۲۵ من گندم حاصل ہو گی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ دنیا کے ذخائر محدود ہیں۔ اور آپ ایک محدود چیز سے لامحدود پیداوار حاصل نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے زراعت کوئی نفع بخش پیشہ نہیں ہے۔ جوں جوں آپ زمین کو کاشت کرتے چلے جائیں گے۔ آپ کو نسبتاً تھوڑی پیداوار حاصل ہو گی +

اس حقیقت کی موجودگی میں ہندوستان کا مسئلہ اور بھی زیادہ اہم اور غور طلب ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان میں مالتھس کی تھیوری دیگر ممالک کی نسبت جلدی منطبق ہو گی اور ہمیں اس کے بتلائے ہوئے دو علاجوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا۔ لیکن جنگوں کا زمانہ تو گذر گیا۔ اور بیماریوں کے دفاع کے لئے ہم پہلے ہی بہت کوشش کر رہے ہیں۔ باقی رہا ضبطِ تولید سو اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جوں جوں علم پھیلتا جاتا ہے۔ لوگ اولاد پیدا کرنے کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ اس کی وجہ معلوم نہیں۔ لیکن اعداد و شمار کی رو سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ تہذیب یافتہ اور امیر لوگوں کے بچے بہت کم ہوتے ہیں، بہ نسبت جاہل اور غریب لوگوں کے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر جوں جوں علمی اور دماغی ترقی ہوتی جائیگی۔ فلاحت کے نئے نئے طریقے ایجاد ہوتے چلے جائیں گے۔ اور کاشت کاری کو اعلےٰ سائینٹفک اصولوں پر چلایا جائے گا۔ نیز جب ملک میں صنعت وحرفت کو فروغ دیا جائیگا۔ تو پھر بہت ممکن ہے۔ کہ ہندوستان موجودہ آبادی سے دگنی آبادی کو بھی خوراک مہیا کر سکے۔

لیکن یہ سب دور کی باتیں ہیں۔ اور ہندوستان کو ابھی انتظار کرنا چاہئیے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ موجودہ صورت حال کیا ہے؟

ماہرین اقتصادیات کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہندوستان کافی سے زیادہ آبادی کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے۔ اور وہ ہرگز اسقدر مخلوقات کو خوراک بہم پہنچانے کے قابل نہیں ہے۔

علم المعاشرت کے قوانین گورنمنٹ کے قوانین کی طرح نہیں ہیں۔ کہ لوگوں کو دھمکی دیں۔ کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو تمہیں یہ سزا دیجائیگی۔ اور نہ اخلاقیات کیطرح ہیں۔ کہ ایک وعظ ونصیحت پر مشتمل ہوں۔ مثلاً یہ کہ چوری نہ کرنا ماں باپ کی عزت کر۔ علم المعاشرت کے قوانین صرف بیان ہیں۔ ایک احتمال کا۔ کہ اگر یہ صورت حال ہو تو یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر دوکانداروں اور خریداروں میں مقابلہ ہو۔ تو ایک وقت میں ایک ہی قیمت پر ایک چیز بیچی اور خریدی جائے گی۔ بس اس بنا پر ماہرین اقتصادیات یہ تو نہیں کہتے۔ کہ ہندوستانی ضرور ہی ضبط تولید پر عمل کریں۔ بلکہ وہ صرف ایک حقیقت آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ کہ یہ صورت حال ہے۔ اور اگر آپ یہ کریں گے۔ تو وہ ہو جائے گا۔ آگے یہ آپ کا نظریہ ہے۔ کہ آپ عمل کریں یا نہ کریں۔ کوئی سزا اس قانون کے پس پشت نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہندوستان میں آبادی زیادہ ہے بہ نسبت خوراک کے اور اسوقت وہ اس کو خوراک مہیا کرنے کا ہرگز اہل نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ مستقبل میں اسکا سامان ہو جائے۔

(عبدالرحیم شبلی بی کام کلاسسز لاہور)

قرآن مجید ہی دنیا کیلئے کامل ومکتفی ہے۔

دنیا میں صرف ایک کتاب قرآن کریم ہے۔ جو تمام انسانی حوائج کی متکفل اور بنی نوع انسان کی حاجت برآری کا ذریعہ ہے۔ جسپر چلکر اور عمل درآمد کرکے نہ صرف اسی دنیا میں انسان کیلئے امن وآسائش کا باعث ہوتی ہے۔ بلکہ عالم اخروی میں بھی سرور بخش ابدی حیات کی ذمہ دار بنتی ہے۔ اور خدائے لایزال کی رضامندی اور وصال کی راہوں سے کما ینبغی آگاہی بخشتی اور راحت افزا مواعید الہیہ کی بشارت دیتی ہے۔ سورۃ بقر کے ابتدا میں ہی یہ آیت ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ کیا معنے۔ کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اور جان لو کہ یہ کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسی کتاب ہے۔ جس میں کسی قسم کے شک کو گنجائش نہیں۔ اسمیں کسی ہلاکت کی توقع نہیں۔ بلکہ سراسر یقین کامل کا باعث ہے۔ انسان بے بنیاد کسی بادشاہ یا حاکم یا امیر کے حکم۔ . . . کی اسواسطے جان توڑ کوشش کرکے تعمیل کرتا ہے۔ کہ کہیں۔ بادشاہ یا حاکم یا امیر ناراض نہ ہو جائے۔ اور جو امیدیں اسکی ذات سے وابستہ ہیں۔ وہ ملیامیٹ نہ ہوں لیکن اس مہربان شہنشاہ اور احکم الحاکمین۔ اور امیر الامرا۔ کے حکم نامہ سے غفلت کرتا ہے۔ اس روگردانی سے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ زمینی حکام کے وجود پر تو اس کو یقین کامل ہے۔ اس لئے ڈرتا ہے کہ اگر حکم عدولی کرونگا۔ تو نقصان اٹھاؤں گا۔ لیکن برعکس اس کے زمین و آسمان کے بادشاہ پر اس کو اتنا بھی ایمان نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر یہ ایمان ہوتا کہ جسطرح زمینی لوگ اس کو حکم عدولی پر ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ اسی طرح بلکہ ان سے بھی بڑھکر آسمان و زمین کا مالک نقصان پہنچا سکتا ہے۔ تو کبھی بھی لاپرواہی کا مرتکب نہ ہو سکتا۔ بشرطیکہ کامل ایمان ہو۔

تاریخ چلا چلا کر گواہی دے رہی ہے۔ کہ جن لوگوں نے الہی احکام سے منہ پھیرا۔ ان کا انجام بخیر نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ و عیسےٰ علیہما السلام کے لوگوں کے حالات کو ذرا غور کی نظر سے دیکھئے۔ کہ وہ اپنے پیچھے کیسا عبرتناک نظارہ صفحہ ہستی پر چھوڑ گئے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ایذا دینے والوں کے خاتمہ و مآل پر خیال کیجئے۔ سب کے سب کیسے ذلیل و خوار اور تباہ برباد ہوتے چلے آئے

"بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے"
"کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے"

قرآن کریم یہ تو اس پیارے خدا کا ایسا پیارا عطیہ ہے۔ جب تک انسان اسکو ہر امر اور ہر فعل میں اپنا دستور العمل نہ بنائے۔ اپنے معشوق حقیقی یعنی خدا کو نہیں پا سکتا۔

تمام فقہائے اسلام اسی بات پر متفق ہیں کہ یہی کلام اللہ ہے۔ جو حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ فخر المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ جو ایسا محفوظ اور مامون چلا آیا ہے۔ کہ ایک زیر و زبر کا فرق نہیں آنے پایا۔ آتا کیوں جبکہ خود اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اپنی ذات پاک کے لئے مخصوص کرلیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی یقیناً یقیناً اسکی حفاظت و نگہبانی کرینگے۔

سو اس وحدہٗ لاشریک نے اپنے فضل و کرم سے قرآن کریم کی ایسی حفاظت فرمائی۔ کہ لاکھوں انسانوں کو اس کا حافظ بنایا۔ ان کے لوح قلب میں اس کو محفوظ رکھا۔ مخالفت کی سخت آندھیاں چلیں۔ حوادثات کے سخت حملے ہوئے لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کتاب کا ایک شوشہ بھی نہ بدل سکا۔ یہ ہی اس یکتا خدا کی واحد کتاب ہے۔ جو ہزاروں سینوں میں اب تک محفوظ ہے۔ اور تا قیامت محفوظ رہے گی۔ انشاء اللہ

سچ ہے۔ کہ تمام فرقہ ہائے اسلام میں یہ بات مسلّم ہے کہ عمل درآمد کرنے کے لئے یہی کتاب مکتفی ہو سکتی ہے۔ جس کی رو سے ہم اپنے نزاعوں اور اختلافوں کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر کون چیز ہے۔ جو اسکو اپنا دستور العمل بنانے سے روکے مسند امام احمد بن محمدؒ بن حنبل میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ الْاُمَّۃَ مَفْتُوْنَۃٌ بَعْدَکَ قُلْتُ لَہٗ فَمَا الْمَخْرَجُ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ نَبَاُ مَا قَبْلَکُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَکُمْ وَحُکْمُ مَا بَیْنَکُمْ وَھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ وَھُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ وَھُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ لَیْسَ بِالْھَزْلِ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ لَا یَلِیْہِ مِنْ جَبَّارٍ فَیَعْمَلُ بِغَیْرِہٖ اِلَّا قَصَمَہُ اللّٰہُ وَلَا یَبْتَغِیْ عَمَّا سِوَاہُ اِلَّا اَضَلَّہُ اللّٰہُ وَلَا یَخْلُقُ مِنْ رَدِّہٖ ھُوَ الَّذِیْ لَا تَفْنٰی عَجَائِبُہٗ مَنْ یَقُلْ بِہٖ یَصْدُقْ وَمَنْ یَحْکُمْ بِہٖ یَعْدِلْ وَمَنْ یَعْمَلْ بِہٖ یُوْجَرْ وَمَنْ یَقْسِمْ بِہٖ یُقْسِطْ۔

ترجمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریلؑ میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری امت تیرے بعد فتنہ میں پڑنیوالی ہے۔ میں نے پوچھا کہ اے جبریل بتاؤ میری امت اس فتنہ سے کیونکر نجات پائے گی۔ اس نے کہا کہ قرآن کریم ہی مخلصی کی راہ ہوگی جس میں پہلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں۔ اور قرآن ہی تمہارے معاملات پیش پا افتادہ کے لئے حکم ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی مضبوط رسی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ تک پہنچانے کی سیدھی سڑک ہے۔ وہ فیصلہ کی کلام ہے۔ اس میں ہزلیات نہیں۔ قرآن وہ کتاب ہے۔ اگر کوئی زبردست اس کو چھوڑ کر اور چیز پر عمل کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو پاش پاش کر دے گا۔ جو شخص کلام الٰہی کے سوا کسی اور چیز سے اپنا مقصود چاہیگا۔ تو خدا اس کو گمراہی پھینکیگا۔ قرآن کریم کسی کی تکرار سے کہنہ نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ایسا دریا ناپیدا کنار ہے۔ کہ جس کے عجائبات ختم ہی نہیں ہو سکتے۔ جو شخص قرآن کے مطابق کہے گا۔ وہ سچ اور صحیح کہیگا۔ اور جو اس کی رو سے حکم کرے گا۔ تو اس کا حکم عدل و انصاف پر مبنی ہوگا۔ اور جو اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرے گا۔ اجر پائے گا۔ اور جو اس کے قواعد کے تحت میں تقسیم کریگا۔ وہ سب ٹھیک اور درست ہوگی*

(کنز العمال جلد اوّل صفحہ ۴۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم ان تمام کتابوں سے جو دنیا کی ہدایت کیلئے آئیں سب سے افضل اور اکمل اور اعلیٰ ہے۔ جس کتاب کے پیش کردہ معیار عین عدل و انصاف اور عقل سلیم اور نقل صحیح پر مبنی ہوں، وہی تمام عالم کیلئے مکتفی اور اتباع کے لائق ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جو شخص قرآن کریم کا مطالعہ کریگا۔ اس پر روشن ہو جائیگا۔ کہ اس کتاب میں دلائل ہستی باری تعالےٰ۔ ضرورت الہام و دیگر اصول و فروع مدلل ہیں۔ قانون شادی۔ قانون وراثت اور تدبیر منزل یعنی خانہ داری۔ سیاست اور پہلے مذاہب کے اختلافات کا فیصلہ الغرض تدبر کرنے والے اور ذی شعور لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ حقوق اللہ و حقوق العباد کے ضروری پہلوؤں پر اس میں مفصل بحث و تمحیص ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ عزیز و علیم و حکیم خدا کا کلام اس کے بڑے بڑے معارف و حقائق و دقائق کا وسیع خزانہ ہے کامل اور مکتفی کتاب وہی ہو سکتی ہے۔ جو ہر ایک مختلف انسانی گروہ اور جماعت کی استعداد فطرت کے مطابق ان کو کامل معرفت اور کامل ہدایت کے وسائل کیطرف رہنمائی کرے۔ پھر ان کو خود عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ واضح کرے۔ پس بلا ریب و تردد قرآن کریم عین حق حکمت پر مبنی ہے، جیسا کہ فرماتا ہے۔ کتٰب احکمت اٰیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر۔ اس کی باتیں بڑی محکم بڑی مفصل ہیں۔ یہ حکیم خبیر کے حضور سے ہے۔ وہ عاجز انسان جو اپنی زندہ جان کی ذرہ حفاظت نہیں کر سکتا۔ اس سے کہاں یہ توقع کہ مرنے کے بعد کسی دوسرے کی حفاظت کا ذمہ اٹھائے۔ وہ حیّ و قیوم خدا ہی ہے۔ جسے کبھی فنا نہیں۔ حقیقی حفاظت و قیومیت کا ضامن بھی وہی ہو سکتا ہے۔ فرماتا ہے:-

بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔

اس پیشگوئی کی صداقت کو دیکھئے کہ کیسی حیرت انگیز طور پر تحریروں میں مضبوط ہو کر اور .... اہل عرب کے نہایت زبردست حافظہ میں محفوظ ہوتے ہوئے یہ قرآن کریم ہم تک پہنچا جسے آج آپ دیکھتی ہیں۔ کہ کسطرح وہ تختیوں کے درمیان محفوظ گھروں میں موجود ہے۔

اللہ تعالےٰ نے کمال حکمت سے اس کامل کتاب یعنی قرآن کریم کو جو کہ تمام دنیا کو کافی ہونا تھا۔ ایسی قوم پر اتارا جنکے حافظے عظیم الشان طور پر قوی اور مضبوط تھے۔ اور فن تحریر بھی جانتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہی یہ تحریر میں ضبط کر لیا گیا۔ سینکڑوں بڑے بڑے حفاظ و قرآء تیار ہو گئے۔

یہ بے نظیر حفاظت اسلئے تھی۔ کہ تا یہ کامل ہدایت جو تمام صداقتوں کا مجموعہ ہے، کہیں پہلی کتابوں کیطرح ضائع و خورد برد نہ ہو جائے، کیونکہ اس کے ضائع ہونے میں ان تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقتوں کا ضائع ہونا تھا۔ جیسے تورات، انجیل، زبور، وید وغیرہ۔ اگر یہ کتب بھی دنیا کی حاجت برآری کیلئے مکتفی و کافی ہو سکتیں تو ضروری تھا۔ کہ خدا بھی انکی حفاظت کا ذمہ لیتا۔ اور قرآن کریم کیطرح یہ بھی حافظوں اور تحریروں میں محفوظ رہتیں۔ اور ان میں تحریف و تبدیل نہ ہوتی۔ کوئی ثبوت اسبات کا نہیں ملسکتا کہ قرآن کریم کیطرح ان کو بھی کبھی حافظوں یا قاریوں نے یاد کیا ہو۔ اب ہی کوئی حفظ کر کے دکھائے۔ ایسی ضخیم اور بوجھل کتابوں کو بھلا انسانی حافظہ کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ اگر خدا ان کی حفاظت کا ارادہ فرماتا۔ تو یہ بالکل ناممکن تھا۔ کہ کوئی عاجز انسان ان میں تحریف و تبدل کر سکتا۔ پس قرآن کریم نے عین وقت پر آکر مصدق لما بین یدیہ ومھیمنا علیہ کہکر تمام صداقتوں کا مصدق اور محافظ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور فیھا کتب قیمہ کہکر تمام الٰہی شریعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اور ان کو نیست و نابود ہونے سے بچالیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ قرآن شریف ہی ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ جو کامل ہدایت ہے۔ اور انسان کی تمام نفسانی بیماریوں کے استیصال کیلئے کامل شفا ہے۔ کامل ومکتفی کتاب وہی ہو سکتی ہے۔ جس کی تعلیم بھی اعلیٰ و اکمل ہو۔ جس میں یہ بتایا جائے کہ انسان اپنے نفس سے کیا معاملہ کرے، اپنے عزیز و اقارب سے کیا سلوک کرے۔ حاکم ہو تو کیا کرے۔ محکوم ہو تو کیا کرے۔ غرضیکہ جو جو حالات انسان کی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔ سب کے اوپر مفصل بحث کرے۔ نہ انسان کا اپنا حق ضائع ہو۔ اور نہ دوسرے کے حق کو دبانیوالا ٹھہرے۔ قرآن کریم ہی ہر قسم کے انسانی مقاصد کی تکمیل کی مفتاح ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا

(۲) وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا۔

(۳) وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

(۴) وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

(۵) اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔

(۶) اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔

(۷) کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

(۸) وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

(۹) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا

(۱۰) لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

(۱۱) اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ

(۱۲) اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ۔

(۱۳) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔

(۱۴) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

ترجمہ

(۱) اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

(۲) اپنے متعلقین کو نماز اور دعا کا حکم کر اور خود بھی استقلال رکھ۔

(۳) اور عورتوں سے حسن سلوک کا برتاؤ کرو۔

(۴) مثلاً الیکشنوں کے موقعہ پر ایسے لوگوں کو منتخب کیا جائے جو اس کام کے اہل ہوں۔ جو بے وجہ طرفداری نہ کریں۔ نیز حکام کو بھی فرمایا۔ کہ جب تم حکومت کرو۔ تو عدل اور انصاف سے کرو۔

(۵) خدا حکم دیتا ہے۔ کہ تم عدل یعنی حقوق کو پورا ادا کرو۔ جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کیلئے بھی مت پسند کرو۔ پھر احسان کا حکم دیتا ہے۔ کہ حقوق سے بڑھکر حسن سلوک کرو۔ مخلوقات سے اس طرح محبت کرو جسطرح کہ ماں بچے سے بغیر کسی غرض و مطلب ذاتی کے کرتی ہے۔ خدا تمہیں ہر قسم کی بے غیرتی اور بے حیائی ظلم و زیادتی اور حکام کی بغاوت یعنی نافرمانی سے روکتا ہے۔

(۶) بلاشک خدا تمہیں حکم دیتا ہے۔ کہ امانت انہیں کے سپرد کرو۔ جو اسکے اہل ہیں۔

(۷) بہتر امت وہی ہے۔ جو علیحدہ سوسائیٹی اسلئے قائم کرے۔ کہ وہ تمام لوگوں کی فلاح و بہبودی اور ترقی کی خواہاں ہو۔ ہر اچھی بات کا حکم کرے۔ اور ہر بری بات سے روکے۔

(۸) تمہارے رب نے یہ قطعی حکم دیدیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔

(۹) اپنے قریبیوں کو ان کے حقوق دو۔ جو ان کیلئے مقرر ہیں۔ اور ہر ایک مسکین مسافر کیساتھ حسن سلوک کرو۔ اور خرچ کرنے میں خدا اعتدال کو قائم رکھو۔ نہ اتنا زیادہ خرچ کرو۔ کہ کنگال ہو جاؤ اور نہ اتنا کم کہ بخیل ہی ہو جاؤ۔

(۱۰) اللہ تعالےٰ انسان کو مالا یطاق حکم نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ارشاد کے مطابق عبادات۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ میں کیسی آسانی رکھی ہے۔ بیع وشرا و نکاح و موت فوت کے احکام کے متعلق ترکہ میت میں کیسی سہولت رکھدی ہے۔

(۱۱) یہ میرا رستہ سیدھا ہے۔ اسپر چلو دوسروں کی راہوں پر مت چلو۔ کیا معنے کہ اگر شرع کے احکام کی خلاف ورزی کرو گے۔ تو پھر تم اللہ تعالےٰ کے راستہ سے الگ ہو جاؤ گے۔ قرآن کریم ہی ہے جو سیدھی راہ پر چلا کر خدا سے ملاتا اور ایک زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لوگو جو تمہارے مالک کیطرف سے اترا اسکی پیروی کرو۔ اس کے

سوا کسی دوسرے کی پیروی نہ کرو۔

(۱۳) کہدے اے تمام جہان کے لوگو میں تم سب کیطرف اللہ تعالٰے کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ یہ کتاب تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

(۱۴) اے رسول ہمنے تجھے تمام لوگوں کیلئے رسول کرکے بھیجا ہے۔

کامل اور مکمل کتاب وہی ہو سکتی ہے۔ جو سب لوگوں کے لئے ہو۔ اور اس کے لئے یہ ضروری ہو کہ اسکی تعلیم پر ہر ملک و طبقہ کا انسان امیر و غریب بڑی وچھوٹی عمل کر سکتا ہو۔ چنانچہ یہ قرآن کریم ہی ایسی کتاب ہے۔ جس میں ہر ایک طبقہ کے لوگوں کیلئے ایسی تعلیم دی گئی ہے۔ جسپروہ بسہولت عمل پیرا ہو سکیں۔ قرآن مجید ہی وہ خدائی کتاب ہے۔ جسے پڑھکر انسان اعلےٰ مراتب حاصل کر سکتا۔ اور اوصاف حمیدہ کا حامل ٹھہر سکتا۔ اور ذنب سے بچ سکتا ہے۔ استاذی المکرم حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ایک دفعہ درس میں فرمایا کہ ایک عورت یہاں آئی۔ اور کہنے لگی کہ ہمیشہ آپ وعظوں میں یہی کہتے رہتے ہیں۔ کہ مصیبت گناہ سے آتی ہے۔ مگر مینے خدا کا کوئی گناہ نہیں کیا۔ پھر مجھے کیوں مصیبت آتی ہے۔ مینے اسے کہا کہ تمہارے میاں کہاں رہتے ہیں۔ کہنے لگی وہ تو باہر دور سفر میں ہیں۔ مینے پوچھا کہ انہوں نے کوئی خط نہیں بھیجا۔ بولی ہاں۔ اس پر مینے اس کو کہا۔ تم خود تو پڑھ نہیں سکتیں پھر کیا کرتی ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ برقعہ لے کر کسی پڑھے ہوئے کے پاس جاکر پڑھالاتی ہوں۔ اور جو کچھ وہ اس میں حکم کرتے ہیں۔ اس کی تعمیل کردیتی ہوں۔ فرمانے لگے۔ مینے اس کو کہا خط کے پڑھانے کی کیا ضرورت ہوتی ہے، جب آیا لیکر رکھ دیا۔ کہنے لگی یہ تو بری بات ہے، ایسا گناہ تو میں کر نہیں سکتی۔ خاوند مجازی خدا ہوتا ہے۔ اس کے حکم کو نہ مان کر گناہ کروں۔ فرمانے لگے کہ اس پر مینے اسکو متنبہ کیا۔ کہ حقیقی خدا کی بھی ایک چٹھی آئی ہے۔ اس کا نام قرآن مجید ہے۔ اور چٹھی رسان جبرائیل (علیہ السلام) اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ سنکر کہنے لگی قربان جاؤں وہ تو نبی رسول ہیں۔ ان کا تو کلمہ پڑھتے ہیں۔ مینے کہا پھر تم نے اس چٹھی کی کیا قدر کی۔ اس کا تو تمنے ایک کلمہ بھی نہ پڑھا۔ اور نہ کسی سے سنا۔ اس سے بڑھکر گناہ کیا ہوگا۔ تم تو سارے گناہ کی جامع ہوگئی۔ اور کہتی ہو کہ مینے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اسپر وہ بہت شرمندہ ہوئی۔ یہ کہانی مینے آپکو کسی ہنسی کیلئے نہیں سنائی بلکہ اس لئے سنائی ہے۔ کہ علم ذنب کیلئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ قرآن مجید کو پڑھا یا سنا جائے اس کو دل لگا کر پڑھنا یا سننا چاہیئے۔ میں سچ کہتی ہوں۔ کہ گناہ کا پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔ جب تک قرآن کا علم نہ ہو۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ گناہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچنے اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دنیائے فانی کے اوقات میں سے چند منٹ ہی نکالے جائیں جس میں قرآن مجید با ترجمہ پڑھا جائے۔ خواہ چند سطریں ہی ہوں۔ تا یہ بات معلوم ہو کہ خدا کے وصال اور اس کے ملنے کیلئے کونسا راستہ آسان ہے۔ اور کونسی باتیں اسکو زیادہ پسند ہیں۔ طوطے کیطرح کئی بار رٹ لگا کر پڑھنے سے کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ترجمہ کے ساتھ پڑھنے سے +

قرآن مجید ہی تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے اس کی تلاوت کرنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ کِتٰبِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِیْمٌ حَرْفٌ۔ کیا معنے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ پڑھے ایک حرف اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید کا تو اس کو ہر حرف کے عوض ایک نیکی ملی نیکی کیسا ہے۔ وہ نیکی بقدر دس نیکیوں کے ہے۔ یعنی ہر حرف پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ سارا الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے۔ اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ یعنی فقط الٓمّٓ کہنے سے تیس (۳۰) نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

مضمون کی طوالت اور وقت کی گنجائش مجھے اس امر پر مجبور کر رہی ہے۔ کہ طوعاً و کرہاً یہی بات کہکر اکتفا کروں۔ کہ بچوں کی پرورش کے ساتھ ان کی تعلیم و تربیت نہایت ضروری ہے۔ ہر ماں اپنی اولاد کی استانی ہے۔ اور وہ قدرت الٰہی کی ایسی مشین ہے۔ جسکے سانچے میں ڈھلکر اولاد متقی و پرہیزگار یا بدکار و گنہگار پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی وہ چشمہ ہدایت ہستی ہے۔ جس کی توجہ اور کوشش سے اولاد دنیا کی ممتاز ترین ہستیوں میں شمار ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اور یہی وہ خدائی مکتب یا درسگاہ ہے جس کی گود میں پرورش پاکر اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ و مقبول بندے صالح صدیق و شہید و ولی اور نبی کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ جسطرح بچوں کی صلاحیت کی ذمہ داری ماؤں کے سر پر عائد ہوتی ہے، اسی طرح گلشن اسلام کی تباہی و بربادی کی ذمہ داری بھی انہی نافرض شناس ماؤں کے سر پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی وہ بچے ہیں۔ جن پر قوم کی آئندہ فلاح و بہبود کا انحصار ہے میں علی الاعلان کہوں گی۔ کہ کوئی ماں اپنے فرض منصبی سے سبکدوش نہیں ہو سکتی، جب تک کہ اپنی اولاد کو قرآن مجید ترجمہ کیساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالح کرنے اور اپنے فرض منصبی کے سمجھنے ۔ اور قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھنے ۔ اور ترجمہ کیساتھ پڑھانے اور اس پر عمل کرنے کی اپنے فضل اور رحم اور غریب نوازی کے ساتھ توفیق عطا فرمادے۔ آمین

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دوکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

وما علینا الا البلاغ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

والسلام

(خاکسار مریم اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم)

ایڈیٹر یہ وہ عالمانہ مضمون ہے۔ جو محترمہ مریم صاحبہ نے جلسہ سالانہ پر سنایا۔ امید ہے نہایت توجہ سے پڑھا جائے گا +

وی پی آنے ہیں

جن مصباحی بہنوں نے تاحال ۱۹۳۲ء کا چندہ ادا نہیں فرمایا مہربانی فرما کر بذریعہ منی آرڈر بنام منیجر مصباح رقم بھجوادیں ورنہ انتظار کر کے وی پی کئے جائینگے پھر وی پی پر ۲ کی رقم زیادہ ادا کرنی پڑیگی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو

رحمت عالم حضرت نبی اکرم کا ارشاد ہے۔ کہ ہم انبیاء کا گروہ دنیا میں سب سے زیادہ ستائے جاتے ہیں۔ اور ہم میں سے جتنا کسی کا رتبہ بڑا ہوتا ہے۔ اتنا ہی اسے زیادہ دکھ دیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ پیارے تھے۔ اس لئے آپ پر سب سے زیادہ مصائب آئے۔ آپ جہانوں کی پیدائش کا مقصد تھے آپ دنیا کے پاکوں کے سردار تھے۔ اس لئے آپ کو سب سے زیادہ دکھ دیئے گئے۔ سیدنا محمد کفر اور شرک کے خلاف خدا کی ایک نہایت چمکدار برہنہ تلوار تھے شیطان اور اس کی فوج پر یہ ایک شدید ترین حملہ تھا۔ جس میں وہ پاؤں پر کھڑا نہ رہ سکا۔ اس نے چاہا کہ خدا کے اس برگزیدہ کے مقابلہ میں ہر گھات میں بیٹھے۔ اس نے ہر ناپاک دل میں پھونک ماری کہ اس سید معصوم کو دکھ دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ آدم سے لیکر مسیح تک تاریکی کے فرزندوں نے جو حربے حق کے خلاف استعمال کئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں نے ان سب سے کام لیا۔ لیکن حق آخر حق تھا۔ وہی کامیاب رہا۔ اور آفتاب صداقت کے سامنے یہ بادل ٹکڑے ہو کر اڑ گئے۔

بہتر ہے منی آرڈر بھیجدیں + منیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دشمنوں نے آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ پر جو جو مظالم توڑے ۔ انکا ذکر سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ بڑے سے بڑے نام آپؐ کو دیئے گئے ۔ مجنون کاہن ۔ ساحر کہکر پکارا جاتا آپؐ گھر سے باہر نکلتے تو راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ۔ اور آپؐ پر راکھ ڈالی جاتی ۔ ہمسائے آپؐ کے گھر میں گند پھینک دیتے ۔ ایک دفعہ آپؐ بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے تو ایک ناپاک دشمن نے اونٹ کی اوجھڑی جو گند اور خون سے لتھڑی ہوئی تھی ۔ اس حالت میں کہ آپ سجدے میں تھے آپؐ کی گردن پر رکھدی ۔ حضرت فاطمہ کو خبر ہوئی ۔ تو آپ نے آکر وہ اوجھڑی اتاری ۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا ۔ عتبہ نے جو ایک نہایت بدباطن دشمن تھا ۔ ایک دفعہ آپؐ کے گلے میں کپڑا ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپؐ کی آنکھیں باہر نکل آئیں اور آپؐ اوندھے منہ گر پڑے ۔ طائف میں ایک دفعہ آپؐ تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے تو لونڈوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا گیا ۔ تاکہ وہ شور وغوغا کریں انہوں نے پتھر مار مار کر سر سے لیکر پاؤں تک آپؐ کے جسم مبارک کو زخمی کر دیا ۔ شعب ابی طالب میں تین سال تک متواتر آپؐ کو آپؐ کے اعزا اقربا کو اور آپ کے متبعین کو محصور رکھا گیا ۔ اور یہ انتظام کیا گیا ۔ کہ کہیں سے دانا اور پانی آپؐ تک نہ پہنچے ۔ بچے بھوک اور پیاس سے بلبلاتے تھے ۔ تو یہ سنگدل سنکر خوش ہوتے تھے ۔ صحابہؓ کا بیان ہے ۔ کہ انہوں نے سوکھے چمڑے ابال ابال کر کھائے ۔ اور اسطرح اپنی بھوک دور کی ۔ ہبار نامی ایک دشمن نے آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینب کو جبکہ آپ ہجرت کر کے مدینے جا رہی تھیں ۔ نہایت بے رحمی سے اونٹ سے گرا دیا ۔ آپ حاملہ تھیں ۔ اس صدمے سے آپکا حمل ساقط ہو گیا ۔

آپؐ کے قتل کے منصوبے کیے گئے ۔ اور آپؐ کو قید کرنے یا ملک بدر کرنے کی تدبیریں سوچی گئیں ۔ ہجرت کے موقعہ پر آپؐ کا سر کاٹ کر لانے یا آپؐ کو زندہ گرفتار کر کے لانے والے کے لئے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا گیا ۔ چنانچہ بہت تھے ۔ جنہوں نے اس انعام کے حاصل کرنے کی کوشش کی ۔ عربوں کا ایک گروہ آپکا کھوج لگاتے ہوئے ۔ غار ثور تک آپؐ کے پیچھے گیا جہاں آپؐ نے دشمنوں سے پناہ لی تھی ۔ سراقہ بن مالک نے بھی آپؐ کو گرفتار کرنے کے لئے آپؐ کا دور تک تعاقب کیا ۔ اور اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۔ صحابہؓ نے ان ظالموں کے ظلم سے تنگ آکر ملک حبشہ کیطرف ہجرت کی تو یہ دشمن وہاں بھی پہنچے ۔ اور کوشش کی کہ اس ملک کا حاکم مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دے ۔ حضور علیہ السلام نے ان ظالموں کے شر سے تنگ آکر ہجرت کی تو تب بھی انہوں نے پیچھا نہ چھوڑا اور جنگوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چھیڑ دیا ۔ آپؐ کے اور آپؐ کے صحابہؓ کے دکھوں کی داستان بہت طویل ہے ۔ اس کے بیان کے لئے کتابیں چاہئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینے میں آپؐ تشریف لے گئے۔ تو قریش کے علاوہ یہودی اور عیسائی بھی آپؐ کی دشمنی میں قریش کا ساتھ دینے لگے۔ جنگوں میں جو دکھ آپؐ کو اور آپکے صحابہؓ کو پہنچے وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ خود آپؐ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان کی تحریک پر وحشی نامی ایک غلام نے آپؐ کے چچا حضرت حمزہ کو شہید کیا۔ اور ان کا کلیجہ نکال کر ہندہ کو دیا۔ تا وہ اپنی آتشِ انتقام کو ٹھنڈا کرے۔ قریش کی دشمنی اسلام سے کچھ ایسی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ آپؐکے کئی نہایت قریبی رشتہ دار دشمنوں کی صف میں شامل تھے۔ ابوجہل ابولہب دونوں آپؐ کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے۔ جیسا کہ دنیا جانتی ہے۔ ابوجہل دشمنوں کا سردار تھا۔ عرب میں رشتے داری اور قومیت کا بہت پاس کیا جاتا تھا۔ کوئی اپنے قبیلے کا آدمی کچھ عقیدہ رکھے۔ دوسرے قبیلے والے کے مقابلے میں ہمیشہ اس کی حفاظت کی جاتی تھی۔ لیکن اسلام کی دشمنی میں عرب یہ سارے اصول بھول گئے اور اس سنگدلی اور بے دردی سے مسلمانوں پر ظلم کرتے تھے۔ کہ خود وحشت کو ان ظلموں سے شرم آتی ہے۔ کسی مال عزت رشتے داری اقتدار کا لحاظ نہ کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کو اسلام لانے پر رسیوں سے باندھکر پیٹا گیا۔ سعد بن وقاص اپنے قبیلے میں بہت معزز تھے۔ لیکن انہیں سخت دکھ دیئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بہنوئی اور اپنی بہن کو اسلام لانے پر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ یہ سب لوگ اپنی قوم میں معزز اور مقتدر تھے۔ جب ان سے یہ سلوک ہوا۔ تو اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ غریب صحابہؓ کا کیا حال ہوا ہوگا۔ حضرت بلال کو انکا مالک جو سخت دشمنِ اسلام تھا۔ دوپہر کے وقت جبکہ اوپر سے آگ برس رہی ہوتی تھی۔ اور ریت تپ کر لوہا بن گئی ہوتی تھی۔ زمین پر لٹا دیتا اور چھاتی پر بڑے بڑے بھاری پتھر رکھ دیتا۔ اور کہتا کہ:۔ لات و عزیٰ کی پرستش کرو۔ اور محمدؐ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ پھر انہیں رسی سے باندھکر لڑکوں کے حوالے کر دیتا کہ انہیں گلیوں میں گھسیٹیں۔ جس سے ان کا بدن خون سے بھر جاتا۔

بعض صحابہؓ کو جلتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے وہ کوئلے ان کے نیچے سرد ہو جاتے۔ پاکباز عورتوں کو نیزے مار کر ہلاک کیا جاتا۔ غرض ستم کی کوئی قسم نہ تھی۔ جو ان ظالموں نے ایجاد نہ کی ہو۔ آسمان کے نیچے کوئی طریقہ ظلم کا ایسا نہ تھا۔ جو آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ پر نہ آزمایا گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ان ظلموں سے کسقدر دکھتا تھا۔ اس کا اندازہ اسی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ خود خدا تعالےٰ نے گواہی دی ہے کہ جو دکھ صحابہؓ کو پہنچا ہے۔ اس سے رسول اللہ کو حد سے زیادہ تکلیف ہوئی۔ آپؐ کے لئے صحابہؓ کے دکھ اپنے دکھ تھے۔ نیز یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ایسا کوئی دکھ نہ تھا۔ کہ جس میں ذاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طور پر آپؐ شامل نہ ہوتے تھے۔ جیسا کہ یہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ آپؐ اپنی ذات میں حد سے زیادہ ستائے گئے۔ اور آپؐ کے رشتہ داروں کو سخت سے سخت اذیتیں پہنچائی گئیں۔ اور ان کی عزت، جان، اور مال پر سخت سے سخت حملے کئے گئے آدمی اپنا دکھ جو صرف اس کی اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ بھول بھی جاتا ہے۔ لیکن عزیزوں اور رشتہ داروں کے داغ نہیں مٹتے۔ اور یہ ظلم کہ کسی کو اسکے مقصد زندگی میں ناکام کیا جائے کسی صورت میں بھی نہیں بھولتا۔ دین کا معاملہ روح کی ابدی حیات سے تعلق رکھتا ہے۔ لوگ اسی چند روزہ زندگی کے ساتھ تعلق رکھنے والے اصولوں کے لئے جان دیدینے پر اور ان اصولوں کو برقرار رکھنے کے لئے دوسروں کی جان لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ آزادی کیا ہے۔ اس کا صرف اس زندگی سے تعلق ہے۔ لیکن لوگ اس کے حصول کیلئے اپنی جانیں فدا کر دیتے ہیں۔ اور ملک میں خون کی ندیاں بہا دیتے ہیں۔ لیکن غور کرو کہ یہ آزادی روح کی آزادی کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اگر جسم کو غلام بنانے والوں کے خلاف یہ جذبہ نفرت اور حقارت جائز ہے۔ تو روح کی آزادی کو برباد کرنے والوں کے خلاف کسقدر غصہ ہونا چاہیئے۔ عربوں کی جنگ اسلام کے خلاف تھی۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ان کے اصولوں کے برباد کرنے کے درپے تھے جن پر عمل کر کے روح کو ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے۔

یہ جائز تھا کہ اُن دشمنوں کو صفحۂ دنیا سے مٹا دیا جاتا۔ وہ جو دوسروں کی روح کو غلام بناتے تھے۔ ان کے جسموں کو ہمیشہ کے لئے غلام بنا لیا جاتا۔ جو دکھ انہوں نے دوسروں پر روا رکھے تھے۔ ان کو ویسی ہی سزا دیجاتی۔ سچ یہ ہے۔ کہ سیدنا محمدؐ عربی وہ رحیم و کریم انسان تھے۔ کہ ان کی رحمت اور ان کی رافت کا اندازہ لگانا۔ کسی انسانی دماغ کی طاقت نہیں۔ وہ کیا دل ہوگا۔ جس نے پہاڑوں کا سر توڑ دینے والی مصیبتیں سہیں۔ اور کسی کو ایک لفظ کہے بغیر معاف کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت کاملہ نے آپؐ کو ہر خُلق کا بہترین نمونہ پیش کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس کیلئے خدا تعالےٰ نے وہ تمام سامان جمع کر دیئے جو کسی خلق کی تکمیل کے لئے ضروری تھے۔ اس عفو کو ہی دیکھو۔ اگر آپؐ پر بے انتہا ظلم نہ ہوتے تو آپؐ کے درگزر میں وہ لطف نہ ہوتا جو اب ہے، پھر اگر آپؐ پر وہ ظلم بھی ہوتے لیکن آپؐ کو اپنے دشمنوں پر کامل غلبہ حاصل نہ ہوتا تب بھی پتہ نہ لگتا۔ کہ آپؐ کی برداشت کا باعث کیا ہے۔ بسا اوقات صبر اور بزدلی میں تمیز نہیں کیجا سکتی، ایسی حالت میں کہا جا سکتا تھا۔ کہ آپؐ کا صبر بیچارگی کے سبب سے تھا۔ پھر اگر آپؐ کی ذات ہی کو تکلیف دیجاتی تو آپؐ کا معاف کر دینا کوئی بڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بات نہ تھی۔ لیکن یہاں تو یہ حالت ہوئی۔ کہ آپؐ کی ذات آپؐ کے عزیز اور آپؐ کے صحابہؓ جو ہزار جان سے آپؐ پر قربان تھے سب کے سب مظلوم تھے پھر اگر آپؐ کسی ایسی قوم میں پیدا ہوتے جو اپنی عادت کے لحاظ سے گناہ بخش ہوتی۔ تب بھی یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ آپؐ نے اپنی قومی عادت اور تربیت کے سبب سے یہ کام کیا۔ لیکن اس کے برخلاف ایک نہایت کینہ پرور عرب اپنی اولاد اور اپنی اولاد کی اولاد کو یہ نصیحت کر جایا کرتے تھے۔ کہ فلاں قوم سے . . . بدلہ لینا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں۔ اور وہ صدہا سال جاری رہتی تھیں۔

پس ظلم کی کیفیت کے لحاظ سے اور اس قوم کی [illegible]ت کے لحاظ سے جس میں آپؐ پیدا ہوئے تھے۔ معافی ایک ایسی بات تھی۔ جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ اگر خود کسی دشمن کو سزا بھی ملتی۔ تو وہ بھی سمجھتا تھا۔ کہ وہ واقعی اس سزا کا مستحق ہے۔ میں وہ زبان کہاں سے لاؤں۔ جس سے اس سراپا رحمت انسان کی تعریف کروں۔ جس نے شکایت کا ایک لفظ تک بھی زبان سے نہ نکالا اور ان کے سارے گناہوں کو معاف کر دیا۔

تیئیس سال کے بعد جانکاہ مصائب کے بعد مکہ فتح ہوا۔ اور پاکوں کا سردار دس ہزار قدسیوں کے ساتھ داخل شہر ہوا۔ اب سارے ظالموں اور جفاکشوں کو اپنی اپنی جان کی فکر ہوئی انہیں ہی بہت سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو حضور نے دریافت فرمایا۔ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے انہوں نے عرض کیا کہ جو سلوک بھائی اپنے بھائیوں سے کرتا ہے۔ اس وقت مسلمان اپنی مظلومیت کی ساری داستان اپنے شہر کی در و دیوار کی زبان سے سن رہے تھے۔ انہیں یاد آ رہا تھا۔ کہ کس طرح بے بس اور عاجز ہو کر وہ اپنے گھر بار مال و اسباب کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔ لیکن نا معلوم وہ کیا دل تھا۔ جس نے بلا پس و پیش یہ کہہ دیا۔ کہ جاؤ (لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم) تم پر کوئی سرزنش نہیں اللہ تعالٰے تمہیں بخش دے۔

ہندہ رسول کریم کے چچا کا کلیجہ چبانے والی چھپکر عورتوں میں آئی۔ اور بیعت کرنا چاہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہچان لیا۔ اور باوجود اس کے کہ اس نے اس وقت بھی گستاخانہ گفتگو کی اسے داخل اسلام کر لیا۔ اور اس بات کا ذکر تک بھی نہ کیا۔ حضرت عمرؓ چاہتے تھے۔ کہ ہندہ کے خاوند ابوسفیان کو اس کی بے انتہا دشمنیوں کی وجہ سے قتل کر دیں۔ لیکن رسول اکرم نے نہ صرف انہیں معاف کیا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جو ان کے گھر میں داخل ہو اسے پناہ حاصل ہے۔ ہبار حضرت زینب کو دکھ دینے والا ان لوگوں میں سے تھا۔ جن کے متعلق یہ اعلان تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ وہ ایران کی طرف بھاگ چلا تھا۔ کہ کسی نے اسے حضور علیہ السلام کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حلم اور عفو کا ذکر سنا یا - تو وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا - اور عرض کیا - یا رسول اللہ مجھے اپنی جہالت کا اقرار ہے - اور اب اسلام قبول کرنے آیا ہوں ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتِ رحمت کا اندازہ کرو - کہ ایسے دشمن کو جس سے ایسا سخت صدمہ پہنچا ہو بغیر کچھ کہے معاف کر دیا - حضرت عکرمہؓ جو ابوجہل کے بیٹے تھے - اور اسلام لانے سے پہلے باپ ہی کیطرح اسلام کے دشمن تھے - اسلام لانے کیلئے حاضر خدمت ہوئے - تو حضور انتہائے مسرت سے اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت جسم سے چادر بھی اتر گئی - اور منہ سے فرماتے تھے - کہ اچھا جر سوار مرحبا -

سراقہ ابن ابی مالک جسکا ذکر اوپر آچکا ہے جس نے ہجرت کیوقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا - جب حضور کے قریب پہنچا - تو اس کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھس گیا - اس نے پھر کوشش کی لیکن اب کی دفعہ پیٹ تک دھس گیا - سراقہ گھبرایا - اور طلب گار معافی ہوا - اور عرض کی کہ حضور مجھے امن کی تحریر لکھدیں - حضور نے امن کی تحریر لکھ دی - جب وہ واپس لوٹنے لگا - تو حضور نے فرمایا کہ سراقہ تمہارا کیا حال ہوگا - جب تمہارے ہاتھوں میں شاہِ ایران کے کنگن ہوں گے - حضور اکرم کی یہ پیشگوئی حضرت عمرؓ کے زمانے میں پوری ہوئی -

ثمامہ نامی ایک شخص تھا جس کے قتل کا اعلان ہو چکا تھا - وہ گرفتار ہو کر خدمت اقدس میں لایا گیا - حضور نے حکم دیا کہ اسے رسیوں سے مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا جائے حضور مسجد میں تشریف لائے - تو اس نے عرض کیا کہ اے محمدﷺ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے - تو ایک خونی کو قتل کریں گے - اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر گذار پر احسان ہوگا - اور اگر آپ فدیہ مانگیں گے - تو میں دونگا - دوسرے دن بھی اس نے ایسا ہی عرض کیا اور اسی طرح تیسرے دن بھی حضور نے فرمایا اس کی رسیاں کھول دیجائیں - اس احسان کا اس کے دل پر ایسا اثر ہوا - کہ وہ اسی وقت نہا کر آیا اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا -

مکے میں غلہ اسی ثمامہ کے علاقے سے آیا کرتا تھا - جب یہ مسلمان ہو کر واپس گئے تو قریش نے انہیں تبدیلی مذہب کا طعنہ دیا - ثمامہ نے قسم کھائی کہ رسول اللہ کی اجازت کے بغیر ایک دانہ بھی غلے کا مکہ میں نہ پہنچیگا - شعب ابی طالب میں رسول اللہ صحابہؓ اور بچوں کو بھوکا رکھنے والے قریش کی سزا تو یہ تھی - کہ جسطرح ثمامہ نے غلہ روک لیا اُسے روکنے دیا جاتا تا قریش بھوکے مرتے، لیکن انہوں نے جب رسولِ اکرم کی خدمت میں اپنی تکلیف عرض کی تو حضور نے فوراً ثمامہ کو حکم دیا کہ وہ غلے کی بندش کھول دیں -

وحشی جس نے حضرت حمزہؓ کو قتل کیا تھا - مارے خوف کے گاؤں گاؤں میں اپنے آپ کو چھپائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھرتے تھے۔

طائف والوں نے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ جنہوں نے نبی اکرم کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا تھا انکا ایک وفد معافی کے لئے حضور کی خدمت میں بھیجا جانا تھا اس وفد میں وحشی بھی شامل تھا۔ اس نے اپنے ڈر کا اظہار کیا۔ کہ ایسا نہ ہو مجھ سے بدلا لیا جائے تو وحشی کے ساتھیوں نے اسے تسلی دلائی کہ رسول اللہ سفیروں کو کچھ نہیں کہتے۔ وہ سفیروں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاف کر دیا۔ اور یہ فرمایا کہ تم زیادہ میرے سامنے نہ آیا کرو مجھے میرے چچا یاد آتے ہیں۔

ایکدفعہ ایک شخص نے آپؐ کے قتل کا ارادہ کیا صحابہؓ نے پکڑ کر حاضر خدمت کیا۔ وہ آپؐ کو دیکھکر ڈر گیا۔ آپؐ نے فرمایا ڈرو نہیں اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔

صفوان بن امیہ قبل اسلام شدید ترین دشمنوں میں تھا۔ اس نے ایکدفعہ بہت سے انعام کا وعدہ کر کے عمیر کو آنحضرت کے قتل کرنے کیلئے مدینے میں بھیجا۔ عمیر اپنی زہر میں بجھی ہوئی تلوار لیکر مدینے پہنچا۔ تا چپکے سے حضور کا کام تمام کر دے۔ لوگوں نے دیکھکر اس کی نیت کو تاڑ لیا۔ صحابہؓ نے سختی کرنی چاہی تو حضور نے روک دیا۔ اور پاس بٹھا کر اس سے باتیں کیں۔ اس نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ کہے بغیر اسے معاف کر دیا۔ اس پر یہ اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

فتح مکہ کے بعد یہی صفوان عمیر کو بھیجنے والا بھاگ کر جدے پہنچ گیا۔ اور اسی عمیر نے اس کے بھاگ جانے کا ذکر حضور سے کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پگڑی عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ صفوان کے لئے امان کی نشانی ہے۔ عمیر نے یہ پگڑی صفوان کو پہنچائی۔ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور پوچھا۔ کہ آپ نے مجھے بخش دیا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں درست ہے۔

بہت ہیں جو عفو اور رحمت اور مغفرت کی نہایت شاعرانہ تصویر کھینچ سکتے ہیں۔ بہت ہیں جو پر اثر زبان سے عفو کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن اگر دشمن سے تھوڑا سا دکھ بھی پہنچے تو اس کا غصہ عمر بھر دل سے نہیں جاتا۔

سچ یہ ہے۔ کہ کہنا بہت آسان ہے۔ لیکن عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ تاریخ عالم میں جس طرح ستم دیدگی۔ اور مظلومیت کی انتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ اسی طرح بخشش اور عفو کا زیبا ترین نمونہ آپ ہی کے وجود سے ظاہر ہوا۔ خدا تعالےٰ نے کیسی خوبصورت تصویر آپ کے رؤف و رحیم دل کی کھینچی ہے۔

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد وبارک وسلم

(عائشہ بیگم اہلیہ میاں عطاء اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۶

اخبار مصباح ۔ قادیان ۔ دارالامان ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

خوبصورت پھول

مرسلہ

ایس ۔ ایس ”نسیم“

اس پھول کو سفید یا رنگدار ڈی ایم سی گوٹے سے سرہانہ یا رومال پر کاڑھیئے ؎

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah